مُسلمانانِ دہلی کی

تعلیمی ترقّی کا سرچشمہ

انگلو عربک کالج

اجمیری دروازہ دہلی

اس کی سرگذشت اور اس کی ضروریات

مرتّبہ

پبلیسیٹی سب کمیٹی انگلو عربک کالج اجمیری دروازہ دہلی

مطبوعہ

لطیفی پریس دہلی

مُسلمانانِ دہلی کی

تعلیمی ترقّی کا سرچشمہ "اینگلو عربک کالج"

اُس کی سرگذشت اور اس کی ضروریّات

ابتدائی دور :-

سوا دو سو سال کا عرصہ ہوا، کہ ۱۷۱۰ء میں نواب غازی الدین خاں فیروز جنگ مرحوم مورثِ اعلیٰ سلطنتِ آصفیہ دکن نے دہلی کی جنوب مغربی جانب ایک مستحکم اور خوبصورت عمارت مسلمانانِ دہلی کی تعلیمی ترقی کے لیے بنوائی۔ نواب صاحب مرحوم و مغفور شہنشاہِ اورنگ زیب عالمگیر کے مصاحبِ خاص اور سلطنت کے صاحبِ اقتدار رکن تھے۔ آپ نے دکن کی فتوحات میں سپہ سالاری کی اہم خدمات انجام دی تھیں۔ اس خیر بانی کی نیک نیتی کا یہ اثر ہے کہ وہ عمارت جو آپ نے دو سوا اٹھائیس سال قبل تعلیمی ترقی کی غرض سے بنوائی تھی آج بھی وہی خدمت انجام دے رہی ہے اور مسلمانانِ دہلی و بیرونجات کی خدمت عربک کالج کی شکل میں اُسی طرح کر رہی ہے جس طرح آج سے دو سو سال پہلے غازی الدین خاں کا مدرسہ انجام دیا کرتا تھا۔ نواب صاحب مرحوم کو اس درسگاہ سے ایسی اُلفت ہوئی کہ مرنے کے بعد بھی آپ نے اس درسگاہ سے علیحدگی گوارا نہ کی، چنانچہ مدرسہ کی مسجد کے جنوبی جانب سنگِ مرمر کے ایک خوش نما اور خوبصورت مزار میں آپ اسی کالج کے احاطہ میں آرام فرما رہے ہیں۔ یہ عمارت جس میں آپ مدفون ہیں، اور جس میں آپ کا قایم کردہ مدرسہ زمانے کی رفتار کے مطابق بہترین حالت میں موجود ہے نئی اور پرانی دہلی کے وسط میں اجمیری دروازہ کے باہر منظرِ عام پر واقع ہے۔ اور ہر دیکھنے والے کے لیے مغلیہ فنِ تعمیر کا بہترین مرقع پیش کرتی ہے۔

ابتداءً جب یہ مدرسہ قایم ہوا تو اس وقت کی ضروریات کے مطابق تمام علوم و فنون عربی یا فارسی میں سکھائے جاتے تھے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے اس مدرسہ کو پہلے تو دہلی کالج کی صورت میں بدلا اور پھر ضرورتِ وقت کو دیکھتے ہوئے انگریزی اور اس کے متعلقہ علوم بھی داخل کیے۔

چنانچہ واقعہ یہ ہے کہ اِس درسگاہ کے فیض سے ملک میں علم کی روشنی پھیلی اور یہاں سے وہ وہ ہستیاں فیضیاب ہو کر نکلیں جن پر ملک و قوم جس قدر بھی ناز کرے بجا ہے۔ ان ممتاز ہستیوں میں سے جنھوں نے اس درسگاہ کی گود میں پرورش پائی، سر سید احمد خاں اور آپ کے بعض وہ رفقا ہیں جن پر

دہلی کے مسلمان ہی نہیں بلکہ ہندوستان کے مسلمان بھی بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں (جس کی فہرست مولوی عبدالحق صاحب نے اپنی کتاب موسومہ "مرحوم دہلی کالج" صفحات ایک سو باون سے ایک سو اکہتر تک میں دی ہے)۔

زمانے کی دست برد اور سیاسی انقلاب نے سنہ ۱۸۵۷ء میں دہلی کالج کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا اور وہ متواتر سات سال تک دوبارہ جنم نہ لے سکا۔ آخر سنہ ۱۸۶۴ء میں گورنمنٹ نے اسے پھر زندہ کیا مگر اس طرح پر کہ ذریعۂ تعلیم انگریزی زبان قرار دی گئی۔ یہ کالج سنہ ۱۸۷۷ء تک دہلی کی خدمت کرتا رہا اور پھر اسے لاہور منتقل کر دیا گیا۔

سنہ ۱۸۲۹ء میں نواب اعتماد الدولہ فضل علی خاں بہادر وزیر شاہ اودھ نے ایک لاکھ ستر ہزار روپے کی کثیر رقم ایسٹ انڈیا کمپنی کی تحویل میں اس غرض سے دی کہ کمپنی مذکور ان کی جائے تولد اور وطن مالوف یعنی دہلی میں اس روپے کی آمدنی مسلمانوں کی تعلیمی ترقی میں صرف کرے۔ رقم مذکور کا نفع پانچسو روپیہ ماہوار اتنا نہ تھا کہ اس سے اعلیٰ درجہ کا مدرسہ قائم ہو سکے اس لیے مذکورہ بالا رقم دہلی کالج کے سرمایہ میں شامل کر لی گئی اور سنہ ۱۸۳۲ء سے مسلمان طلبہ کو تعلیمی سہولت کے لیے باقاعدہ وظائف دیے جانے لگے۔ نواب صاحب ممدوح کے اس عطیہ کی یادگار میں حسب ذیل کتبہ اس عمارت میں نصب کر دیا گیا جو آج بھی نواب صاحب ممدوح کی حب الوطنی کا اعلان ببانگ دہل کر رہا ہے۔ کتبہ

نہ بر لوح نقشے بماند و لیک — جزائے عمل ماند و نام نیک

بیادِ حسنات نواب اعتماد الدولہ ضیاء الملک فضل علی خان بہادر سہراب جنگ کہ یک لک و
ہفتاد ہزار روپیہ برائے ترقئ علوم مدرسہ ہذا واقعہ دہلی خاص مولد و موطن خویش صاحبان کمپنی
انگریز بہادر تفویض نمودہ اند۔ منقوش گردیدہ در سنہ ۱۸۲۹ء

مندرجہ بالا کتبہ کو پڑھ کر ہر شخص نواب اعتماد الدولہ مرحوم کے قابل قدر جذبۂ حب الوطن اور تعلیمی شغف کا اندازہ کر سکتا ہے۔ باوجودیکہ مرحوم مدت العمر دہلی سے باہر رہے مگر وہ اپنے مولد و موطن کو نہیں بھولے۔

دورِ وسطیٰ :-

سنہ ۱۸۷۶ء میں شہر کے سربرآوردہ حضرات کی کوششیں بار آور ہوئیں اور گورنمنٹ نے نواب اعتماد الدولہ فنڈ جو دہلی کالج فنڈ میں شامل کر دیا گیا تھا علیحدہ کر دیا اور نواب صاحب کی نیت و منشا کے مطابق اسے محض مسلمانوں کی تعلیم کے لیے مخصوص کر دیا یعنی ایک درسگاہ بنام عربک مڈل سکول چاندنی محل میں قائم کر دی گئی۔ جس کے اخراجات اس فنڈ سے پورے کیے جاتے تھے۔

یہاں پر ماسٹر امیر علی صاحب جو سب سے پہلے ہیڈ ماسٹر تھے اور ان کے جانشین خواجہ شہاب الدین صاحب کا ذکر بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ ان حضرات کی کوششوں سے دہلی کے مسلمانوں کو انگریزی تعلیم سے

جو بدگمانی تھی وہ دور ہونی شروع ہوئی اور مسلمانوں میں انگریزی تعلیم کا رواج پیدا ہوا۔ اب کمشنر صاحب بہادر اعتماد الدولہ فنڈ کے منتظم قرار پائے اور عمائدینِ شہر میں سے منتظمہ کمیٹی کے ممبر نامزد کیے جانے لگے۔ منتظمہ کمیٹی سکول کی فلاح وبہبود کی ذمہ دار قرار دی گئی اور اخراجات کو پورا کرنے کے لیے سرکاری امداد، فیسیں اور فنڈ کی آمدنی کو کافی سمجھا گیا۔ خواجہ شہاب الدین صاحب کے آخری زمانہ میں یہ سکول ہائی کے درجہ تک پہنچ گیا تھا، اور اس کے بعد ۱۹۲۴ء میں خان صاحب مولوی فضل الدین صاحب کے زمانے میں انٹرمیڈیٹ جماعتیں بھی کھل گئیں۔

دورِ جدید:۔

۱۹۲۴ء میں سکول کی فلاح وبہبودی اور اس ادارہ سے اس کے سابقہ طلبا کا تعلق برقرار رکھنے کے لیے ایک انجمن "عربک سکول اولڈ بوائیز ایسوسی ایشن" کے نام سے قایم ہوئی جس میں سکول کی ترقی اور اس کی بہبودی کے لیے بھی تجاویز سوچی گئیں۔ بحمد اللہ یہ ایسوسی ایشن آج بھی اپنے اس مقصد کو سرانجام دینے کی سرتوڑ کوشش میں مصروف ہے جس کے لیے آج سے چودہ پندرہ سال قبل یہ معرضِ وجود میں آئی تھی۔ اور اس کالج کی خدمت منتظمہ کمیٹی کے دوش بدوش کر رہی ہے۔

یہ وہ زمانہ تھا جب برادرانِ وطن اور ہمسایہ قومیں تعلیمی ترقی میں دن دونی اور رات چوگنی ترقی کر رہی تھیں اس لیے منتظمہ کمیٹی اسے اپنا فرض سمجھتی رہی کہ وہ کسی نہ کسی طرح اس کالج کو ڈگری کالج بنانے کی کوشش کرے ساتھ ہی وہ اس بات میں کوشاں تھی کہ اس سکول کی دو ایک شاخیں قایم کی جائیں اور شہر کے مختلف حصوں میں مسلمان بچوں کے لیے تعلیمی سہولت کا سامان کیا جائے اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے کثیر سرمایہ کی ضرورت تھی۔ منتظمہ کمیٹی نے جوں توں کر کے دریا گنج کی شاخ کو ہائی کے درجہ تک پہنچایا۔ ساتھ ہی سینٹ سٹیفن ہائی سکول کو مشن سے خرید لیا تاکہ بیک وقت تین ہائی سکول مل کر مسلمانوں کی خدمت کر سکیں۔

انٹرمیڈیٹ جماعتیں کھولتے وقت اگرچہ مالی پریشانیوں کا بہت کچھ سامنا کرنا پڑا تھا اور منتظمہ کمیٹی کے سامنے گذشتہ تلخ تجربات بھی تھے۔ پھر بھی ۱۹۲۹ء میں خدا کے بھروسے پر ڈگری جماعتیں جاری کر دی گئیں جو اس وقت تک قایم ہیں۔ یہ ترقی برادرانِ وطن اور ہمسایہ قوموں کی تعلیمی ترقی کے مقابلے پر کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ کیونکہ دہلی میں اس وقت ایک مشن کالج اور پانچ ہندو کالج موجود ہیں۔

اوپر کی سطور سے اس امر کا اندازہ ہو گیا ہو گا کہ ان اداروں کی ضروریات پورا کرنے میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانہ سے اب تک اعتماد الدولہ فنڈ چھ ہزار سالانہ سے مستقل طور پر مدد کرتا رہا ہے جب تک سکول ایک تھا اور اخراجات زیادہ نہیں تھے اس وقت تک یہ روپیہ اور فیسوں وغیرہ کی آمدنی

اخراجات کو پورا کرتی رہی۔ چنانچہ ۱۹۲۲ء میں جب کہ انٹرمیڈیٹ کالج کی پہلی جماعت (فرسٹ ایر) ہی کھلی تھی ان اداروں کی مالی حالت یہ تھی۔

سابقہ بچت :۔ آٹھ ہزار ایک سو چھیانوے روپے تین آنے سات پائی
(تمام ذرائع سے) آمدنی ۲۴-۱۹۲۵ء :۔ انچاس ہزار پانچسو بیس روپے نو آنے
کل میزان :۔ ستاون ہزار سات سو پندرہ روپے بارہ آنے سات پائی
اخراجات :۔ پچاس ہزار آٹھ سو ستر سٹھ روپے چار آنے
بچت :۔ چھ ہزار نو سو آٹھ روپے آٹھ آنے سات پائی

یہ اس وقت کے اعداد و شمار ہیں جبکہ طلبا کی تعداد ساڑھے چار سو سے متجاوز نہ تھی اور صرف ایک ہائی سکول مع تین پرائمری اور ایک انٹرمیڈیٹ کلاس تعلیم کا ذریعہ تھے۔

اب حال کے اعداد و شمار پر غور فرمائیے تو معلوم ہوگا کہ اس چودہ پندرہ برس میں ہر شعبے میں بے انتہا ترقی ہوئی ہے۔ پہلے ایک ہائی سکول یا انٹرمیڈیٹ کالج اور تین پرائمری سکول تھے۔ اب ایک ڈگری کالج اور چار ہائی سکول (تین لڑکوں کے اور ایک لڑکیوں کا ہائی سکول) موجود ہیں۔ پہلے طلبا کی تعداد چار سو پچاس سے آگے نہیں بڑھتی تھی جس میں پرائمری کی تینوں شاخوں کے طالب علم بھی شامل تھے اور اب طلبا کی تعداد حسب ذیل ہے۔

کالج	۲۶۰	
عربک ہائی سکول اجمیری دروازہ	۶۵۷	
عربک ہائی سکول دریا گنج	۴۶۲	
مشن سکول موری گیٹ	۳۰۶	
گرلز سکول	۶۰	یہ سکول اپر پرائمری سے ہائی تک ہے۔
میزان	۱،۴۴۵	

اب اخراجات کا تخمینہ ملاحظہ فرمائیے۔

عربک کالج :۔	انچاس ہزار تین سو تیئس روپے
عربک ہائی سکول اجمیری دروازہ :۔	پچاس ہزار سات سو پچہتر روپے
عربک ہائی سکول دریا گنج	تیئس ہزار دو سو باسٹھ روپے
سینٹ سٹیفن سکول موری گیٹ :۔	اکیس ہزار سات سو چھ روپے
متفرق اخراجات :۔	دو ہزار ایک سو نوے روپے
میزان :۔	ایک لاکھ سینتالیس ہزار دو سو چھپن روپے

نوٹ :۔ ان میں گرلز سکول کے اخراجات شامل نہیں ہیں۔ اس لیے کہ اس کا بجٹ ابھی زیر غور ہے۔

موجودہ منتظمہ کمیٹی نے ہر صیغے کی اچھی طرح جانچ پڑتال کرکے کم سے کم اخراجات کو اس بجٹ میں شامل کیا ہے۔ اور اس سال ان اداروں کا مجموعی بجٹ خدا کے فضل سے بمقابلہ پہلے کے زیادہ قابلِ اطمینان ہے۔ اس کا سہرا زیادہ تر مسٹر زاہد حسین صاحب کے سر ہے۔ جو آنریبل چیف کمشنر صاحب بہادر کے فنانشل ایڈوائیزر ہیں اور جن کی مالی معاملات میں مہارتِ تامہ سے آج کل یہ ادارے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ ورنہ اگر سنہ ۱۹۲۴ء کے بجٹ کے مطابق اب ایک بجٹ تیار کیا جاتا تو اخراجات کا تخمینہ دو لاکھ سے کسی طرح کم نہ ہوتا۔

ذریعہ آمدنی موجودہ :۔

سرکاری امداد ہر ذریعہ سے :۔	ترپن ہزار پانچسو اڑتالیس روپے
فیسیں :۔	تہتر ہزار ایک سو دس روپے
امداد از جامع مسجد :۔	ایک ہزار دو سو روپے
امداد از فتحپوری :۔	ایک ہزار دو سو روپے
اعتماد الدولہ فنڈ :۔	چھ ہزار چھ سو اڑسٹھ روپے
میزان :۔	ایک لاکھ پینتیس ہزار سات سو چھبیس روپے

پچھلے کئی سالوں میں بمقابلہ آمدنی خرچ قریب دس گیارہ ہزار روپے سالانہ کے زیادہ ہوتا رہا جو مختلف ذرائع سے جمع کیا جانا چاہیے تھا۔ تاکہ وہ پودا جو نواب غازی الدین خاں فیروز جنگ نے آج سے سوا دو سو سال قبل لگایا تھا اور جس کی آبیاری نواب فضل علی خاں نے سو سال قبل کی تھی کم از کم اپنی موجودہ حالت ہی پر قائم رہ سکے۔

پچھلی منتظمہ کمیٹی اس کمی کو پورا کرنے میں ناکام رہی اور کمیٹی مذکور نے بجائے سرمایہ فراہم کرنے کے اس بات کی کوشش کی کہ اساتذہ کی تنخواہوں میں تخفیف کی جائے کیونکہ دیگر تمام قسم کے اخراجات میں وہ ہر طرح کی تخفیف پہلے ہی کر چکی تھی، یہی ایک قدم باقی رہ گیا تھا جسے انھوں نے بالآخر طوعاً و کرہاً اٹھایا۔ اس قدم کا نتیجہ طلبا، اُن کے والدین اور تمام شہر والے پچھلے اسٹرائیک کے زمانے میں دیکھ چکے ہیں۔

اس وقت اولڈ بائز ایسوسی ایشن آگے بڑھی اور چندہ جمع کرنے کے لئے مصروف کار ہوئی۔ اس ایسوسی ایشن نے پوری جدوجہد اور تندہی سے کام کیا مگر چندہ صرف چھ ہزار روپیہ جمع ہو سکا۔ علاوہ اس کے دو ہزار اور بوساطت اساتذہ وغیرہ جمع ہو کر ایک سال کی کمی تو جوں توں کرکے پوری ہوئی مگر آیندہ کا کھٹکا لگا ہی رہا۔ اس دوران میں ایسوسی ایشن کے کارکنان کو بعض تلخ تجربے بھی ہوئے۔ مثال کے طور پر بعض ایسے اصحاب سے ملاقات ہوئی جو آج بھی انگریزی پڑھنے پڑھانے کو مخالف

اسلام سمجھتے ہیں بعض ایسے دوستوں سے بھی ملنا ہوا، جو عربک کالج کو معمولی درسگاہ سمجھتے تھے اور ایسے تو بہت تھے جو ان سکولوں کو محض سرکاری تصور کرتے تھے اور ان کے ذہن میں یہ خیال تک نہ تھا کہ یہ مسلمانوں کی قومی درسگاہیں ہیں۔

ان حالات کے پیش نظر موجودہ چیف کمشنر صاحب نے گذشتہ ستمبر میں شہر کے باشندوں کو دعوت دی اور اُن کے سامنے ان اداروں کے مستقبل کو ٹھیک کرنے کے لیے ایک خاکہ پیش کیا جس کے متعلق بہت کچھ بحث و مباحثے کے بعد یہ طے ہوا کہ ایک تعلیمی سوسائٹی قایم کی جائے جس کے ہر ممبر کو دس روپے بطور عطیہ اور بارہ روپے بطور سالانہ چندہ (بحساب ایک روپیہ ماہوار) دینا قرار پایا تاکہ اس مستقل آمدنی سے ان اداروں کے چلانے میں سہولت ہو جائے۔ دہلی کے مسلمانوں سے امید تھی کہ وہ ہزار بارہ سو اگر نہیں تو کم از کم پانچسو ممبر تو ضرور بن جائیں گے۔ اور اس طرح سے چھ ہزار روپیہ سالانہ کی مستقل آمدنی ہو جائے گی۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت تک صرف تین سو تو ممبر ہو سکے ہیں ان میں سے میں اولڈ بائیز ایسوسی ایشن کے نامزد ممبر ہیں جن کی فیس داخلہ وغیرہ ایسوسی ایشن نے برداشت کی ہے۔ رہ گئے بقیہ دو سو نو اسی ممبران تو اُن میں سے اگر اساتذہ اور اولڈ سٹوڈنٹس کی تعداد کو کم کر دیا جائے تو کل تعداد دو سو کے قریب رہ جاتی ہے۔

کیا آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ان ممبروں کے چندہ سے جو بمشکل تین ہزار روپیہ سالانہ ہوگا ایک کالج اور چار ہائی سکولوں کے سالانہ اخراجات کی مذکورہ بالا کمی پوری ہو سکتی ہے؟ ابھی وقت ہے کہ ہمدردانِ قوم خود ممبر بنیں اور اپنے جملہ احباب سے کثیر تعداد میں ممبر بنائیں۔ تاکہ یہ دقت جلد دور ہو جائے۔

موجودہ حالات میں کالج اور اس کے ملحقہ سکولوں کی جو ضروریات ہیں وہ آپ کے سامنے مختصراً پیش کیجاتی ہیں تاکہ آپ کام کی اہمیت کا اندازہ لگاتے ہوئے جس قدر ممکن ہو سکے اپنی امداد سے درگذر نہ فرمائیں

۱۔ کالج اور اس کے ملحقہ سکولوں میں سے صرف دو ایسے ادارے ہیں جو اپنی عمارت میں جاری ہیں یعنی عربک کالج اور اجمیری دروازہ ہائی سکول۔ بقیہ تینوں سکول یعنی دریا گنج ہائی سکول۔ موری گیٹ ہائی سکول اور گرلز سکول کرایہ کی عمارتوں میں گذارہ کر رہے ہیں۔ جن کا ماہوار کرایہ ایک ہزار سے کچھ اوپر ہی ہے۔ ہماری سب سے پہلی اور ابتدائی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ان سکولوں کی اپنی عمارتیں بن جائیں اور ماہواری کرایہ کے گراں بار سے نجات ہو جائے۔ ان سکولوں کی عمارتوں پر اندازاً تین لاکھ روپیہ صرف ہوگا جس کا نصف گورنمنٹ ادا کرے گی اور بقیہ نصف قوم کو برداشت کرنا ہے۔

۲۔ عربک سکول اجمیری دروازہ کی موجودہ عمارت طلبا کی اس بڑی تعداد کے لیے جو وہاں تعلیم پا رہی ہے بالکل ناکافی ہے اس لیے ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ اس کی موجودہ عمارت کو وسعت دی جائے یا

لوئر مڈل کلاسز کو کسی دوسری عمارت میں منتقل کر دیا جائے تاکہ بچوں کی تعلیم اور ان کی نگہداشت بہترین طریقہ پر ہو سکے اس نئی عمارت کے لیے پچاس ساٹھ ہزار روپے کی ضرورت ہوگی۔

۳:۔ دہلی یونیورسٹی نے کچھ عرصہ ہوا جب اپنے ماتحت کالجوں کو یونیورسٹی اور اس کی ملحقہ زمین میں منتقل کر دینے کی تجویز پاس کی تھی۔ اس تجویز کے ماتحت ہر کالج کو اولڈ وائسریگل لاج کے احاطہ میں جگہ دیدی گئی ہے کہ وہ اپنی اپنی عمارتیں بنانی شروع کر دیں۔ ہمارے ہمسایہ کالجوں نے اس سلسلہ میں نقشے اور تخمینے تیار کرنے شروع کر دیے ہیں تاکہ وہ اس کام میں بھی سبقت حاصل کر سکیں۔ بخلاف ہمارے کہ جن کا سالانہ بجٹ بھی پورا نہیں ہوتا۔ اگر دہلی میں دو ہزار اصحاب ایسے تیار ہو جائیں جو آٹھ آنے سے ایک روپیہ ماہوار تک اس مد میں مستقل جمع کرتے رہیں تو صرف دس سال کے قلیل عرصہ میں ہم ایک شاندار عمارت بنام "اینگلو عربک کالج" یونیورسٹی کی ملحقہ زمین میں تیار کر سکتے ہیں۔

۴:۔ عربک کالج میں اس وقت تعلیم بی۔ اے تک ہے۔ بخلاف ہندو، مشن اور دیگر کالجوں کے جہاں ایم۔ اے اور آنرز کے لڑکے تعلیم پا رہے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ یہاں بھی ایم۔ اے اور آنرز کی کلاسیں کھول دی جائیں اور مسلمان طلباء کے لیے اعلیٰ تعلیم کا انتظام کیا جائے۔

۵:۔ دہلی یونیورسٹی میں اس وقت اردو کی تعلیم کا الگ انتظام نہیں ہے۔ چنانچہ اس نے حال ہی میں اس مقصد کے لیے بعض تجاویز پاس کی ہیں۔ مسلمانانِ دہلی کی یہ دیرینہ خواہش ہے کہ عربک کالج میں اس زبان کی چیئر قایم کی جائے۔ یعنی اس کالج میں اردو کی تعلیم کا انتظام ایف۔ اے سے ایم۔ اے تک کے لڑکوں کے لیے ہو تاکہ وہ زبان جو مسلمانوں کی موت و زیست کا سوال بنی ہوئی ہے قایم رہ سکے اور اس کی حفاظت ہو جائے۔

یہاں یہ ظاہر کرنا بے جا نہ ہوگا کہ ہمارے ہاں کالج اور سکولوں میں دینی و مذہبی تعلیم کا بہترین انتظام ہے اور یہ سب کچھ اس لیے کیا جا رہا ہے کہ ہمارے نوجوان غیر مسلم اداروں میں تعلیم حاصل کر کے اپنے مذہب تہذیب اور تمدن سے بے بہرہ نہ رہیں بلکہ اس جگہ تعلیم حاصل کریں جہاں دنیاوی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ ان کو اپنی دینی اور تمدنی روایات پر بھی کاربند بنایا جاتا ہے۔ چنانچہ ہمارے اداروں میں دینیات کی تعلیم لازمی ہے۔ مذہبی اور تمدنی روایات پر زور دیا جاتا ہے۔ کالج اور سکول کے اوقات میں طالب علموں کو ان روایات پر قایم رہنے کی تلقین کی جاتی ہے اور ان پر پابندی کرائی جاتی ہے۔ خاص کر سکول کے بچوں کو پڑھائی شروع ہونے سے پہلے قرآن مجید سنا کر اس کے معنی سمجھائے جاتے ہیں جس کا جی چاہے آئے اور ان حالات کو بچشم خود ملاحظہ کرے۔

طلباء کی جسمانی تربیت کے لیے ہر قسم کے کھیل اور ورزش کے سامان بھی موجود ہیں اساتذہ ان کھیلوں میں پوری دلچسپی سے کام لیتے ہیں اور اپنے سامنے لڑکوں کو کھلاتے ہیں تاکہ ان کی تندرستی کی بھی حفاظت ہوتی رہے۔

موجودہ منتظمہ کمیٹی :- موجودہ منتظمہ کمیٹی حسب ذیل افراد پر مشتمل ہے جو بنے دستور العمل کی رو سے مختلف حلقوں کی طرف سے منتخب ہو کر آئے ہیں۔

۱- آنریبل سر شاہ محمد سلیمان جج فیڈرل کورٹ دہلی — صدر
۲- ڈاکٹر ذاکر حسین خان صاحب پرنسپل جامعہ ملیہ دہلی — نائب صدر
۳- مسٹر زاہد حسین صاحب فنانشل ایڈوائزر چیف کمشنر صاحب بہادر دہلی — ٹریژرر
۴- مسٹر انیس احمد صاحب رشدی ایم۔ اے۔ بار ایٹ لا، دہلی — سکریٹری
۵- خان بہادر حاجی سید بہاء الدین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر دہلی — ممبر
۶- مرزا محمد سعید صاحب ریٹائرڈ پرنسپل (پنجاب ایجوکیشن) دہلی — "
۷- میر ناصر علی صاحب ریٹائرڈ تحصیلدار دہلی۔ ممبر ۸- خان صاحب حاجی عبدالغنی صاحب دہلی ممبر
۹- میاں عبدالغنی صاحب سوداگر چرم دہلی۔ " ۱۰- محمد یامین صاحب وکیل دہلی "
۱۱- شمس العلما سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی منجانب جامع مسجد کمیٹی دہلی ممبر
۱۲- نواب زادہ عزیز احمد صاحب۔ سب رجسٹرار و آنریری مجسٹریٹ دہلی۔ منجانب فتحپوری مسجد کمیٹی دہلی ممبر
۱۳- سید بدر الاسلام صاحب بی۔ اے۔ منجانب اولڈ بوائز ایسوسی ایشن عربک سکولز اینڈ کالج دہلی ممبر
۱۴- سید معین الحق صاحب حقی بی۔ اے۔ ایل ایل بی سکرٹری " " " " " " " " "
۱۵- سید صغیر علی صاحب قادری سکرٹری مسلم لیگ دہلی " " " " " " " " "
۱۶- مسٹر شبیہ الحسن صاحب ایم۔ اے بیرسٹر ایٹ لا " " " " " " " " "
۱۷- ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب جامعہ ملیہ نامزد کردہ منتظم اعتماد الدولہ فنڈ۔ ۱۸- میر محمد حسین صاحب نامزد کردہ منتظم اعتماد الدولہ فنڈ
۱۹- آغا محمد مختار حسین صاحب " " " " " " ۲۰- خانصاحب سید محمود حسین صاحب آنریری مجسٹریٹ " " "
۲۱- خان بہادر ممتاز حسن صاحب قزلباش سکرٹری میونسپل بورڈ دہلی۔ ۲۲- مسٹر سی۔ آر۔ ڈاکر پرنسپل عربک کالج دہلی
۲۳- مسٹر عبدالصمد صاحب ایم۔ اے پروفیسر عربک کالج دہلی۔ ۲۴- چودھری مقصود علی خانصاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی ہیڈ ماسٹر
۲۵- مشتاق احمد صاحب زاہدی۔ ریٹائرڈ پرنسپل صادق ایجرٹن کالج بہاولپور حال دہلی

یہ منتظمہ کمیٹی پورے اختیارات کے ساتھ تمام سکولوں اور کالج کا انتظام کر رہی ہے اور تقسیم کار کے لیے ممبران میں سے مختلف سب کمیٹیاں مقرر کر دی گئی ہیں جو اپنے مفوضہ کام مختلف شعبوں میں انجام دے رہی ہیں۔

یہ سرگذشت اس غرض سے پیش کی جاتی ہے کہ ہمدردانِ قوم اپنے قومی اداروں کی طرف متوجہ ہوں اور تعلیمی ضرورتوں کا احساس کرتے ہوئے اُن کو مشکلات مالی سے نکالنے میں دامے درمے قدمے مدد کریں۔

نوٹ: تفصیل آمدنی و خرچ مذکورہ اگر کوئی صاحب دیکھنا چاہتے ہوں تو کالج کے دفتر میں تشریف لا کر ملاحظہ فرمائیں اس کا ہر سال باقاعدہ سرکاری آڈٹ بھی ہوتا ہے۔

احقر

بہاء الدین ممبر
سید احمد امام جامع مسجد پریذیڈنٹ پبلسٹی سب کمیٹی